بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

اسلامی نظریاتی کونسل پیشِ عدالتِ دانشوراں......

اور ہم بھی حاضر تھے وہاں

اسلامی نظریاتی کونسل وطن عزیز کا واحد اور منفرد ادارہ ہے، جس کا کام ملک میں ہونے والی قانون سازی میں اس طرح معاونت کرنا ہے کہ بننے والے قوانین شریعت کے مطابق ہوں، قرآن وسنت کے منافی نہ ہوں۔کونسل کا قیام بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے اس بیان میں موجود اس خواہش کے نتیجے میں ہوا جس میں آپ نے یہ کہا تھا:......دستور پاکستان اصولِ اسلام کے موافق ہوگا۔میرا خیال ہے کہ پاکستان میں ایک شیخ الاسلام ہوگا جو حکومت کو کنٹرول کرتا رہے گا کہ کوئی دستور اور کوئی قانون خلاف اسلام پاس نہ ہو۔(محمد حنیف شاہد اسلام اور قائداعظم (IRI London)
چنانچہ ۱۹۵۶ اور ۱۹۶۲ کے دساتیر میں اس کا لحاظ رکھا گیا اور ۱۹۵۶ کے آئین میں شیخ الاسلام کی بجائے ایک کمیشن کی تجویز رکھی گئی تھی جب کہ ۱۹۶۲ کے آئین میں یہ طے پایا کہ ایک کونسل تشکیل دی جائے جو مروجہ قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے کے سلسلہ میں تدابیر کے حوالہ سے سفارشات پیش کرے۔

چنانچہ ۱۹۶۲ کے آئین کے تحت ایک اسلامی مشاورتی کونسل تشکیل دی گئی،۱۹۷۳ء کے آئین میں اس کا نام اسلامی نظریاتی کونسل رکھا گیا۔اس آئین کے آرٹیکل ۲۳۰(ا) میں کونسل کے فرائض منصبی حسبِ ذیل قرار دیے گئے۔

(ا)۔مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن کی مدد سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد مل سکے، جن کا تعین قرآن وسنت میں کیا گیا ہے۔

(ب) کسی ایوان، صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس کے

☆مامضی فات وما ذھب مات فلا تفکر فیما مضی فقد ذھب وانقضی۔☆

ذریعہ کونسل سے اس بارے میں رجوع کیا گیا ہو کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔

(ج) ایسی تدابیر جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جاسکے۔ نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہئے، سفارش کرنا، اور

(د) مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لئے اسلام کے ایسے احکام کی ایک موزوں شکل میں تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر نافذ کیا جاسکے۔

مندرجہ بالا آئینی شقوں کی رو سے اسلامی نظریاتی کونسل اس بات کی پابند ہے کہ وہ ملک میں ہونے والی قانون سازی پر نظر رکھے اور اگر کسی قانون کو اسلامی احکام (قرآن وسنت) کے منافی پائے تو اس کی تنسیخ یا اس میں ترمیم یا اس کے متبادل کی سفارش کرے۔

اب تک کونسل نے جو کام کیا ہے وہ اس کی سالانہ رپورٹوں اور خصوصی موضوعاتی رپورٹوں کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ رپورٹیں حکومت، ایوانِ صدر اور قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر ہیں۔ یہ رپورٹیں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں کہ ان میں نہ صرف آئین پاکستان بلکہ رائج الوقت قوانینِ عدلیہ وانتظامیہ کا مفصل جائزہ لے کر ان پر اپنی سفارشات پیش کی گئی ہیں......

کونسل کے گزشتہ اجلاس کے دوران بھی ایک اہم مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک ماحول کشیدہ ہو گیا اور اجلاس کے دوران جبکہ پنجاب قرآن بورڈ کے چیئرمین مولانا غلام محمد سیالوی اور جناب قاری احمد تھانوی صاحب قرآن بورڈ کی کارکردگی پیش کر رہے تھے، کونسل کے ایک فاضل رکن نے ان پر غیر متعلقہ سوالات کر کے ایک ایسی بحث چھیڑ دی جس کا موضوع سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جو کچھ ٹی وی چینلز نے دکھایا، اینکرز نے بیان کیا، اخبارات نے شائع کیا، کالم نویسوں نے لکھا، وہ ان کی ذاتی آرا پر مشتمل زیادہ اور حقیقت کے قریب تر کم تھا تاہم روزنامہ جنگ راولپنڈی کے نمائندہ نے بحذف جزئیات درست رپورٹنگ کی۔ اراکین کونسل سے لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر دو معزز اراکین (چیئرمین ورکن) کے مابین تلخی کیوں اور کس بات پر پیدا ہوئی؟ راقم سے بھی متعدد احباب نے فون کر کے پوچھا...... چونکہ راقم اجلاس میں شروع ہی سے شریک تھا اس لئے کچھ آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا حال نذرِ قارئین ہے۔

کونسل کے گزشتہ سے پیوستہ اجلاس میں ایک سوال کونسل ہی کے ایک فاضل رکن جناب

مولانا زاہد محمود القاسمی صاحب کی جانب سے آیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ:...... پاکستان میں کئی برسوں سے چھپنے والے مصاحفِ قرآنیہ امام ابوعمرو الدانی کے مسلمہ علمی منہج کے مطابق ہیں اوران پر تمام مسالک کے اکابر کا اعتماد چلا آرہا ہے، جن کے فتاوی جات کی کاپیاں ارسال ہیں۔معزز رکن کونسل کا کہنا تھا کہ پنجاب قرآن بورڈ جوقرآن کریم کا ایک مثالی نسخہ تیار کرنے جارہا ہے اوراس نسخے ہی کو پورے ملک میں اشاعت پذیر ہونے کی اجازت ہوگی اوردیگر نسخے شائع نہیں ہوسکیں گے، اس سے دشواریاں پیدا ہوں گی۔ان کے مراسلہ کی روشنی میں کونسل کے شعبہ ریسر نے جونوٹ تیار کیا اس میں یہ کہا گیا کہ......ایسی سوچ اوراس طرح کی کوششوں کا راستہ روک دینا چاہئے ،یعنی نئے کسی نسخہ کو مثالی نسخہ قرار دے کر شائع نہ کیا جائے۔

کونسل کے ۲۰۰ویں اجلاس میں اس پر غوروخوض کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ مثالی نسخہ کے نام سے کوئی قرآن کریم نہ چھاپا جائے تاہم راقم الحروف ودیگر اراکین کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ پنجاب قرآن بورڈ کے چیئرمین صاحب اور اس مثالی نسخہ پر کام کرنے والے ذمہ داران کو آئندہ اجلاس میں دعوت دی جائے کہ وہ آکر اس کی مکمل پریزنٹیشن پیش کریں ......اور مثالی نسخہ ساتھ لائیں جس کا جائزہ لینے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

چنانچہ ۲۰۱ ویں اجلاس میں (جو ہنگامہ آرائی کی نذر ہوگیا) چیئرمین قرآن بورڈ اور سیکرٹری کمیٹی برائے تیاری مثالی نسخہ جناب قاری احمد تھانوی اجلاس میں تشریف لائے انہوں نے ملٹی میڈیا کے ذریعہ کونسل کو اپنے کام کے بارے میں تفصیل سے بتایا اور وطن عزیز میں شائع ہونے والے ایسے متعدد نسخوں کی کاپیاں اوران کے وہ مقامات دکھائے جن میں صریح اغلاط ہیں نہ صرف رسم الخط کی بلکہ مطبعی واعرابی بھی۔علاوہ ازیں ناشرین قرآن کی طرف سے قرآن کریم کی غیرمحتاط طباعت کے متعدد نمونے پیش کئے ،انہوں نے یہ بھی کہا کہ حکومت نے پنجاب قرآن بورڈ کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ ہمہ اقسام کی اخطاء سے پاک ایک نسخہ تیار کرے تاکہ اس نسخہ کی سی ڈیز یا ڈی وی ڈیز ملک بھر کے تمام ناشرین کو تقسیم کی جائیں تاکہ وہ خود کتابت کرانے کی بجائے اخطاء سے پاک کتابت شدہ نسخہ ہی سے مزید نسخے تیاراور شائع کرسکیں۔ایسا نسخہ تیاری کے مراحل طے کرچکا ہے اوراب اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء وقراء کی تائیدات تنظیماتِ مدارس سے لی جائیں گی اور پھر اسے اسلامی نظریاتی کونسل کو اور حکومت کو پیش کیا جائے گا جواس کی کاپیاں تیار کرنے اور تقسیم کرنے کی اجازت

☆ماضی فات وما ذهب مات فلا تفكر فيما مضى فقد ذهب وانقضى.☆

دے گی تب یہ ناشرین کے پاس پہنچے گا انہوں نے ایک استفسار پر بتایا کہ اغلاط سے پاک نسخہ تیار کرنے کا کام جس کمیٹی نے کیا ہے جناب قاری احمد تھانوی اس کے سربراہ ہیں اور اس میں تمام مکاتب فکر کے نہ صرف جید علماء بلکہ قراء حضرات کی نمائندگی ہے۔

ان کی پریزنٹیشن اور گفتگو ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی ، وہ گفتگو مکمل کر کے اراکین کے بعض سوالات کے جوابات دے رہے تھے کہ مولانا محمد طاہر اشرفی اور مولانا زاہد محمود قاسمی اجلاس میں داخل ہوئے ۔اور آتے ہی قاری احمد صاحب پر اور قرآن بورڈ پر اعتراضات شروع کر دئے ۔جن کے جوابات بورڈ کے چیئرمین صاحب اور قاری احمد تھانوی صاحب نے بڑے تحمل سے دئے مگر وہ ان دونوں حضرات پر خوب برسے اور کہا کہ قاری احمد تھانوی نہ تھانوی ہیں نہ دیوبندی، نہ میں ان کی قراء ات میں پی ایچ ڈی کو مانتا ہوں یہ ایک نیا قرآن متعارف کرانے چلے ہیں جو فتنہ ہے، میں نے ستائیس سال پہلے قرآن کے جس نسخے سے یاد کیا تھا اور جو نسخے قرآن کریم کے برسہا برس سے ملک میں رائج ہیں وہ ایک دم سب کیسے غلط ہو گئے یہ ایک مافیا ہے جو قرآن کو کاروباری ذریعہ بنانا چاہتا ہے اور پہلے انہوں نے قرآن کریم کے کاغذ کا ایک نمونہ پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ اتنے گرام کے اس طرح کے کاغذ پر ہی اسے چھپنا چاہئے اور کسی کاغذ پر نہیں چھپ سکتا یہ کسی خاص شخص کو کاغذ کے کاروبار میں فائدہ پہنچانے اور نوازنے کے لئے تھا ہم نے اسے روکا۔اب یہ طباعت پر اجاری داری قائم کرنا چاہتے ہیں ان کو جن لوگوں سے عمرے کے ٹکٹ اور گاڑیاں اور مراعات ملتی ہیں یہ ان کے نمائندہ ہیں ہم ان کی اجارہ داری نہیں چلنے دیں گے ......انہوں نے قاری احمد تھانوی صاحب کی پی ایچ ڈی کی ڈگری پر بھی اعتراض کیا۔اور پھر وہ مسلسل بولتے ہی چلے گئے ....

راقم نے ایک موقع پر کہا کہ جناب چیئرمین ہم سب نے ایک غلطی کی ہے ۔ہم نے اجلا

سب نے ایک غلطی کی ہے ۔ہم نے اجلاس بروقت شروع کر لیا اور ان دو فاضل ممبران کا ڈیڑھ گھنٹہ انتظار نہ کیا اگر یہ شروع میں آجاتے اور وہ پریزنٹیشن دیکھ لیتے اور قرآن بورڈ والوں کی مفصل گفتگو سن لیتے جو دیگر ممبران نے سنی ہے تو شاید یہ صورت پیدا نہ ہوتی ......اس پر جناب طاہر محمود اشرفی صاحب نے کہا ... نہیں ہم کسی پریزنٹیشن یا ان کی تقریر و بیان سے کبھی مطمئن یا قائل نہیں ہوسکتے یہ مافیا کے ایجنٹ ہیں یہ کسی اور کے ایجنڈا پر کام کر رہے ہیں ۔ہم کوئی نیا نسخہ قرآن کا قبول نہیں کریں گے۔وہی نسخہ قابل قبول ہے جس سے میں نے حفظ کیا اور لاکھوں لوگوں نے حفظ کیا۔ہم کسی نئے مثالی قرآن

کونہیں مانتے یہ جو کچھ بھی کریں ہمیں ان سے اتفاق نہیں۔اور پھر وہ مسلسل زور زور سے بولتے رہے۔

اسی دوران جناب چیرمین نے قرآن بورڈ کے دونوں معزز ارکان سے کہا کہ آپ نے کونسل کو اپنی کاوشوں سے آگاہ کیا آپ کا شکریہ آپ اب تشریف لے جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں اس پر دونوں صاحبان اٹھ کر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد جناب طاہر محمود اشرفی صاحب نے اپنا رخ چیرمین صاحب کی طرف کرلیا اور کہا کہ ایجنڈے پر قادیانیوں کا مسئلہ آیا ہے اور اسے میرے نام سے منسوب کیا گیا ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوا ہے کس نے کیا ہے......اور جناب چیرمین صاحب آپ نے ایجنڈا بعد میں بھیجا ہے اور یہ خبر ہر طرف پہلے پھیلا دی ہے کہ میں نے قادیانیوں کا مسئلہ یہاں اٹھایا ہے جب کہ میں نے ایسا نہیں کیا یہ مجھے بدنام کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا ہے، ہر طرف مجھ سے اس بارے میں پوچھا جارہا ہے۔میں تو قادیانیوں کو کافر کہتا ہوں آپ ان کو مسلمان بنانا چاہتے ہیں؟ کیا مطلب ہے آپ کا اسے ایجنڈے پر لانے کا میں آپ کو دیکھ لوں گا باہر نکل کر مقابلہ کریں میں آپ کو سیاسی میدان میں بھی دیکھ لوں گا۔یہاں بیٹھ کر اس منصب کی آڑ لے کر سیاست نہ کرو......وغیرہ وغیرہ..........انہوں نے سخت زبان استعمال کی اور عدم اعتماد کا اظہار کیا کہ آپ اس کے بعد کونسل کی چیرمینی کے قابل نہیں رہے......

ان کی گفتگو کا لب لباب یہ تھا کہ ایجنڈے پر قادیانیوں کا مسئلہ ان سے منسوب کر کے لایا گیا ہے، نیز اس سے ان کے خلاف سازش مقصود ہے، نیز یہ کہ کونسل کے ایجنڈے پر اسے لانے کی ضرورت کیوں پیش آئی کس نے اسے ایجنڈے پر رکھا؟

راقم نے معاملہ کو کسی نتیجہ تک پہنچانے کے لئے کہا کہ میں قرارداد پیش کرتا ہوں جس سے تمام اراکین اگر اتفاق کریں تو مسئلہ حل ہوجائے گا......قرارداد اس طرح ہوگی: (۱) ایجنڈے پر قادیانیوں کے مسئلہ سے جناب مولانا طاہر اشرفی کا کوئی تعلق نہیں (۲) اس مسئلہ کو گزشتہ سال کی ایک میٹنگ نمبر ۱۹۷ سے یہاں لایا گیا ہے اسے روز اول ہی سے ایجنڈے سے کالعدم قرار دیا جاتا اور Delete کیا جاتا ہے (۳) چونکہ یہ مسئلہ آئین میں طے شدہ ہے اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پا چکے ہیں اس لئے آئندہ بھی یہ کونسل اس پر کبھی گفتگو نہیں کرے گی۔

اس تجویز سے تقریباً تمام اراکین نے اتفاق کیا مگر طاہر اشرفی صاحب نے پھر بولنا شروع کردیا،نہیں

یہ مسئلہ یوں حل نہیں ہوگا، چیرمین اعتراف کرے کہ یہ مسئلہ اس نے ایجنڈے میں شامل کرایا ہے ان کے ماتحت جولوگ اسٹاف میں ہیں اور سپاہ صحابہ کے ایجنٹ ہیں یہ ان کا کارنامہ ہے وہ سب اس کا اعتراف کریں اور اس پر قوم سے معافی مانگیں۔ میں ایسے اس مسئلہ کو حل نہیں ہونے دوں گا...... میری ہر طرف بے عزتی ہو رہی ہے لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں ہمیں سازش کے تحت بدنام کیا جارہا ہے۔

جب وہ مسلسل بولتے رہے اور انہوں نے کوئی بات ماننا گوارا نہ کی تو چیرمین کونسل نے کہا کہ قادیانیوں کا مسئلہ ہمارے پاس آنے والے ان سوالات کے نتیجے میں آیا جن میں کہا گیا تھا کہ آیا قادیانی مرتد ہیں؟ زندیق ہیں یا غیر مسلم؟...... انہوں نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ قادیانی شرعی مسئلہ اور آئین کی رو سے کافر قرار پا چکے ہیں اب ان کے بارے میں ہم کوئی نئی بات کرنے نہیں جارہے اسے کونسل نے ایجنڈے پر رکھا جس طرح ہمیشہ ایجنڈا کونسل کے دفتر کی جانب سے جاری ہوتا ایسے ہی اس بار بھی ہوا ہے۔

اس وضاحت کو بھی جناب طاہر اشرفی صاحب نے قبول نہیں کیا اور گرج دار آواز میں پھر چیرمینل کونسل کے بارے میں سخت الفاظ کہنا شروع کئے وہ نہ جانے کس سبب غصے سے بھرے ہوئے تھے راقم نے عرض کی کہ آپ غصے کیوں ہوتے ہیں آرام سے بات کرکے مسئلہ کو حل کیوں نہیں کرلیتے، انہوں نے اپنے غصے کی وضاحت کی کہ ناموس رسالت کی خاطر وہ اپنی جان بھی قربان کردیں گے انہوں نے بعض معزز اراکین کے ناموں سے پکار پکار کر کہا کہ اب بولتے کیوں نہیں خاموش کیوں بیٹھے ہیں۔ اس چیرمین پر عدم اعتماد کردیں ...... چیرمین صاحب بھی درمیان میں ان کی بعض باتوں کا جواب تحمل سے دیتے رہے اور کوئی تلخ جملہ نہیں کہا...... مگر جب اجلاس ایجندے کے مطابق آگے نہ بڑھ سکا اور شور شرابہ جاری رہا تو راقم اور بعض دیگر اراکین نے چیرمین صاحب کو مشورہ دیا کہ کھانے کا وقت ہو رہا ہے اس لئے مناسب ہے اس وقت تلخی کو ختم کرنے کے لئے کھانے اور نماز کے وقفہ کے لئے اجلاس ملتوی کردیا جائے...... چنانچہ اجلاس ملتوی ہوگیا...... اور اراکین کمرہ استراحت اور چیرمین صاحب اپنے آفس جانے لگے تو صوفہ پر بیٹھے ہوئے مولانا طاہر اشرفی صاحب کے پاس سے گزرے جہاں اور حضرات بھی جمع تھے۔ پھر شور اٹھا کہ مولانا شیرانی نے طاہر اشرفی صاحب کا گریبان چاک کردیا...... راقم نے یہ منظر نہیں دیکھا البتہ کونسل کے کیمرہ کی فوٹیج دیکھی ہے جس میں چیرمین صاحب کی بجائے کوئی اور شخص جناب طاہر اشرفی صاحب سے الجھتا نظر آرہا

ہے……واللہ اعلم بالصواب۔

راقم جب طاہر اشرفی صاحب کے قریب سے گزر کر باہر جا رہا تھا تو انہوں نے فرمایا ڈاکٹر صاحب دیکھیں یہ آپ کے چیئر مین کا کام ہے دیکھیں میرا گریبان پھاڑ دیا ہے۔راقم نے اس پر حیرت کا اظہار کیا کیونکہ راقم بھی چیئر مین صاحب کے پیچھے آنے والے دو تین ارکان کے بعد ہی تھا مگر ایسا اپنی آنکھوں سے ہوتا نہیں دیکھا……

اس کے بعد جناب طاہر اشرفی صاحب نے پریس کانفرنس کی جس کی تفصیلات سے قارئین امید ہے آگاہ ہوں گے……

اسی شام قوم نے دیکھا کہ مختلف ٹی وی چینلز پر تجزیہ نگار، تبصرہ نگار، کالم نویس، ماہرین صحافت، صاحبان علم ودانش نے ڈیرے ڈال دیے اور نظریاتی کونسل کو آڑے ہاتھوں لیا، جو لوگ نظریہ پاکستان کے مخالف ہیں، اور اسلام کا نام سننا جن کو گوارا نہیں انہوں نے تو اسے موقع غنیمت جانا اور یہ طے کیا کہ آج وہ کونسل کی بساط لپیٹ کر ہی اٹھیں گے۔

ہر چند کہ اس موقر ادارے میں اسلامی اقدار و وقار کے منافی کسی طرز عمل کا تصور بھی محال ہے، تاہم انسان انسان ہے چاہے وہ طاہر اشرفی ہو یا مولانا شیرانی، اور اس کی تعریف یہ ہے کہ **الانسان مرکب من الخطاء والنسیان**، اور اگر کسی وقت انسان مغلوب الغضب ہو جائے اس قدر مغلوب الغضب کہ اس کا غضب سکر کی حد تک پہنچ جائے جیسا کہ بعض آثار واقوال میں ہے کہ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے تو ایسی صورت میں ایسے انسان کو نہ گھر سے نکالا جاتا ہے نہ اس کا گھر برباد کیا جاتا ہے۔ بلکہ عمومی رویہ یہ ہے کہ اس سے لوگ ہمدردی کرتے ہیں اور اس کی کسی کم عقلی وکوتاہی کی وجہ سے گھر کو آگ لگ رہی ہو تو آگ کو ٹھنڈا کرتے اور بجھاتے ہیں، نہ کہ اس پر مزید تیل ڈال کر اسے بھڑکاتے اور اس گھر کو ڈھانے کا اہتمام کرتے ہیں۔سیکولر حضرات جنہیں اسلام کی کسی دلیل سے سمجھانا یا قائل کرنا تقریبا ناممکن ہے، وہ بھی اسلام سے ہٹ کر انسانی ہمدردی کی بنا پر سیکولر ملکوں میں ایسے ادارے قائم کرتے ہیں جہاں اس قسم کے لوگوں کی اصلاح وتربیت کی جاتی ہے جو ذہنی طور پر معذور، یا مفلوج یا مغلوب الغضب والسکر ہو کر اپنی نارمل زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہتے۔اس قسم کے ادارے مہذب کہلانے والی دنیا کے ہر ملک اور ہر بڑے شہر میں Rehabilitation کے نام سے قائم ہیں۔جن میں ماضی کے بڑے بڑے شاعر، ادیب، دانشور، سیاستدان، حکمران،

☆اترك المستقبل حتى ياتي ولا تهتم بالغد لانك اذا اصلحت يومك صلح غدك.☆

اور فنکار زیر علاج ہیں ،تو گویا بنیادی طور پر سیکولر طبقہ یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ کہیں اس قسم کا کوئی معاملہ ہوجائے تو اس کی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر کوئی پڑھا لکھا شخص اس طرح کی کوئی بات کر بیٹھے جو خود اس کے نزدیک بھی غیر اخلاقی ہے تو اس پر سزا اس کے گھر کو نہیں دی جاتی ،تو پھر اسلامی نظریاتی کونسل کو اس واقعہ فاجعہ کے بعد ختم کرنے ،اس کی بساط لپیٹ دینے ،اور اس کی ضرورت کے انکار سمیت دیگر باتیں کہاں کا انصاف ہیں۔

بعض اینکرز اور دانشوروں نے ٹی وی پر یہ بھی کہا کہ اس ادارے میں ہمیشہ اختلافی باتیں ہوتی ہیں ،اور ایسے ایشوز پر بات ہوتی ہے جو ملک میں انتشار وخلفشار پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس میں کونسل کا قصور کیا ہے؟ جس قسم کے ایشوز پر کونسل سے مشاورت ورائے طلب کی جائے گی انہی پر یہ رائے دے گی آپ کو رائے سے اختلاف ہو تو مت قبول کریں ،کونسل ازخود ایسے موضوعات کو نہیں چھیڑتی جو قابل نقاش نہ ہوں ، بلکہ کونسل کے پاس تو اسمبلیوں سے ،اراکین اسمبلی کی طرف سے یا خود اراکین کونسل کی طرف سے ایشوز آتے ہیں اور ان پر گفتگو ہوتی ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کی سفارشات کو کوئی مانتا نہیں تو پھر اس کا فائدہ کیا ہے؟ تو سفارشات جنہیں ماننی چاہئیں (حکومت و پارلیمنٹ) وہ اگر نہیں مانتے یا ماننا چاہتے نہیں تو پھر کوشش کے گھوڑوں ،اور تنقید کے تیروں کا رخ ادھر ہونا چاہئے کہ بھئی اتنا اہم ادارہ جو آئین کی رو سے قائم کیا گیا ہے اس کی مانو اور قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق بناؤ......مگر یہ کوئی کہنا نہیں چاہتا یا کہنے کی کوئی جرات نہیں کرتا نہ اس کے لئے کوئی تحریک چلتی ہے کہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کا کوئی حتمی ٹائم دو......اور تو اور مذہبی جماعتیں بھی خاموش ہی رہتی ہیں اور اکثر ان میں سے اس وقت بولتی ہیں جب انہیں اپنا کوئی مطالبہ حکومت سے منوانا ہو......اس وقت اسلام کو خطرات لاحق ہوجاتے ہیں اور اس کی حفاظت ونفاذ کی باتیں یاد آنے لگتی ہیں۔گویا نفاذ اسلام کا مطالبہ ایک پریشر کے طور پر ایک سلوگن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے......

کچھ لوگوں نے کہا اب تک اس کونسل نے کیا کیا ہے؟ اس کی تو کارکردگی کچھ بھی نہیں ، میری ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ کارکردگی کے بارے میں جاننے کے لئے کبھی کونسل تشریف لائیں اور کونسل کی لائبریری دیکھیں ،کونسل کی رپورٹس دیکھیں ،کونسل کے چیئرمین وسیکرٹیری صاحب سے بریفنگ لیں ،لیکن چونکہ اصل مقصد جاننا نہیں بلکہ صرف تنقید کرنا ہے اس لئے ادھر رخ نہیں

کرتے ......اور نہ کریں گے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داریوں، کارکردگی اور کاوشوں سے عدم واقفیت کی بناء پر یہ بھی کہا گیا کہ اس کونسل کا فائدہ کیا ہے؟ اور یہ کہ اس کی سفارشات تو سرد خانے میں ڈال دی جاتی ہیں اور کبھی کوئی سفارش اس کی قبول نہیں کی گئی نہ ان پر کبھی عمل درآمد ہوا......جبکہ یہ بات قطعی طور پر خلاف واقعہ ہے۔کونسل کی سفارشات قبول بھی کی گئیں عمل بھی ہوا، یہ الگ بات ہے کہ ہر حکومت کی اپنی ترجیحات رہی ہیں کسی نے اس کی سفارشات کو اولین حیثیت دی اور انہیں نافذ کیا اور کسی نے شکریہ کے ساتھ قبول کرکے انہیں الماری میں سجادیا......کونسل نے تدوین قانون کے حوالہ سے کس قدر محنت کی ہے اور سفارشات مرتب کرکے دی ہیں اس کا اندازہ اس کی رپورٹس کے مطالعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے گزشتہ برسوں میں جو کام کئے ان میں سے ایک وفاقی قوانین کا جائزہ بھی ہے ......اب تک تمام ایسے قوانین کا جائزہ لے کر جو خلافِ اسلام ہیں کونسل اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرچکی ہے اب پاکستان کی مسلم عوام، عوامی جماعتیں اور بالخصوص مذہبی جماعتیں اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی واقعتاً حامی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ وہ کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کے لئے اپنا زور صرف کریں، اور ان قوانین میں اسمبلیوں سے ترامیم کروائیں جن کی نشاندہی کونسل کرچکی ہے اور جن کا متبادل بھی پیش کیا جاچکا ہے۔کونسل کے گزشتہ اجلاس میں پیش آمدہ غیر دانشمندانہ واقعہ کی بناء پر کونسل کے خلاف فضاء سازی کرنا کوئی دانشمندانہ اقدام تو نہیں۔اس لئے ہماری دانش مندان قوم سے گزارش ہے کہ اگر کونسل کے کسی ممبر کی کوئی بات انہیں خلافِ علم ودانش محسوس ہوئی ہے تو کم ازکم وہ خود تو اس سطح تک نہ گریں کہ اجتماعی اجتہاد کے کسی موقر ادارے کو سرے سے ختم کرنے کی غیر دانش مندانہ تجویز کا حصہ بننے لگیں......ہاں وہ یہ کہ سکتے ہیں کہ آئندہ اس کونسل میں زیادہ احتیاط کے ساتھ زیادہ بہتر صاحبانِ علم ودانش کو لیا جائے۔

مروجہ انشورنس کا جائز متبادل

تکافل کی شرعی حیثیت

نئی کتاب: تصنیف ڈاکٹر مولانا عصمت اللہ......ناشر ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی

☆مامضی فات وما ذهب مات فلا ☆اعتزل الناس الا من خير وكن جليس بيتك واقبل على شانك وقلل من المخالطة.☆